مجرم ہو اور اللہ اسے کسی ثواب کا مستحق نہ سمجھے۔

ایصالِ ثواب کرنے والے نے اگر واقعی کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کا اجر بہرحال ضائع نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اگر متوفی کو ثواب نہ پہنچائے گا تو نیکی کرنے والے کے حساب میں اس کا اجر ضرور شامل کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آپ کسی شخص کے نام منی آرڈر بھیجیں۔ اگر وہ منی آرڈر اس کو نہ دیا گیا ہو تو لازماً آپ کی رقم آپ کو واپس ملے گی یا مثلاً آپ جیل میں کسی قیدی کو کھانا بھیجیں۔ اگر حکومت یہ مناسب نہیں سمجھتی کہ ایک ظالم مجرم کو نفیس کھانے کھلائے جائیں تو وہ آپ کا بھیجا ہوا کھانا پھینک نہیں دیگی، بلکہ آپ کو واپس کر دیگی۔

۲- ایصالِ ثواب ہر ایک کے لیے کیا جا سکتا ہے، خواہ متوفی سے کوئی قرابت ہو یا نہ ہو اور خواہ متوفی کا کوئی حصہ آدمی کی تربیت میں ہو یا نہ ہو۔ جس طرح دعا ہر ایک شخص کے لیے کی جا سکتی ہے اسی طرح ایصالِ ثواب بھی ہر ایک کے لیے کیا جا سکتا ہے۔

۳- اس کی بہت سی مثالوں میں سے چند یہ ہیں:

قرآن کہتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اس میں چوری کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے حتیٰ کہ اگر آپ کا اپنا بچہ ایک پیسہ آپ کی جیب سے نکال لے تو وہ بھی چور قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہاتھ کی بھی کوئی حد نہیں بتائی گئی ہے۔ سیدھا یا بایاں؟ کلائی کے پاس سے یا شانے کے پاس سے یا کہنی کے پاس سے؟ ان سب امور کے متعلق سارے تعینات حدیث میں کیے گئے ہیں۔ انہیں آپ نظر انداز کر دیں تو اندازہ کر لیجیے کہ حکم کی تعمیل میں کیسی کچھ زیادتیاں ہو سکتی ہیں۔

قرآن حج کی فرضیت کا عام حکم دیتا ہے اور یہ صراحت نہیں کرتا کہ آیا ہر سال ہر مستطیع مسلمان پر حج فرض ہے یا عمر میں ایک مرتبہ ادا کرنا کافی ہے۔ موخر الذکر بات صرف حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر اسے آپ قبول نہ کریں تو قرآنی حکم کے عموم کا تقاضا یہ ہے